رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آ

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ❋ اسسٹنٹ :- مہر محمد خان

نمبر ۶۶ | مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں اور حسب اطلاع سابق انشاء اللہ ۲۳ ر فروری بروز جمعرات شام کی گاڑی سے لاہور تشریف لیجائینگے۔

حضور شہزادہ ویلز کی تشریف آوری پنجاب کی خوشی میں دار الامان کے تمام دفاتر میں ۲۵ ر تا ۲۷ ر فروری تعطیل کی گئی ہے۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ۲۵ ر فروری سے یکم مارچ تک تعطیل رہے گی۔

۲۰ ر فروری کو لنڈن سے ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر بخیر و عافیت دار الامان میں وارد ہوئے ۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

(از جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر)

بسلسلہ اشاعت ۱۹ ر فروری

ایبو بنڈاجی

قبل ازیں کہ میں اپنی ایک سب سے بڑی آزمائش کا ذکر کروں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک دلچسپ واقعہ عرض کر دوں۔ ایڈو کروم کے راستہ میں ایک بت کا استھان ہے۔ جنگل میں درختوں کو کاٹ کر ایک ہلالی نما شکل بنائی گئی ہے۔ اور بوتلوں کا ڈھیر۔ رنگین کپڑوں کے پردے جنگل میں منگل کا پتہ دیتے اور مسافر کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ خیال میں غرق سوچتا کیسے ہوئے چلنے والے مسافر نے جب اس نظارہ کو ملاحظہ کیا۔ تو فوراً ذیل کا مکالمہ ہوا :-

نیر :- اسحٰق ! یہ کیا ہے ؟

ترجمان :- سیدی ! یہ ایک بت کی جگہ ہے۔

نیر :- اس بت کا کیا نام ہے۔

ترجمان :- حضور ! اسے ایبو بنڈاجی کہتے ہیں۔

کفار کے عقائد کے مطابق یہ شراب سے خوش ہوتے ہیں اور پردے میں رہتے ہیں۔ ضرورت کے وقت سیوک پردے کا ایک ٹکڑا کاٹ کر لیجاتے ہیں۔ اور مراد مانگتے ہیں۔

نیر :- کیا اس بت کی کوئی صورت بھی ہے۔

ترجمان :- نیر صاحب ! یہ گپت مہاراج ہیں۔

نیر :- تو یہ (پردے کی جیب کی طرف اشارہ کرکے) کیا اور کس غرض کے لئے ؟

ترجمان :- آقا ! یہ جیب ہے۔ اسمیں صنم پرست نذر ڈالتا ہے

نیّر :- خوب! تو ان مہاراج کا نام کیا ہے؟

ترجمان :- "دو تین آدمیوں سے دریافت کر کے"۔ اس کا نام ایسو بنڈا جی ہے۔

نیّر :- اس کے کیا معنے ہیں؟

ترجمان :- وہ جو اسقدر زبردست ہے کہ لوہے کو بھی توڑ دیتا ہے۔

ان مہاراج کے اسم گرامی پر ہندوستان کا کوئی مؤرخ مجھے یاد نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ہندو اصحاب کتابت بھی بتے ہوں۔ اور ممکن ہے۔ کہ پرکاش یا آریہ گزٹ اپنے کالموں میں اس پر کوئی روشنی ڈال سکیں۔

جو ہو سو ہو

کیپ کوسٹ کاسل سے ۳ میل اور سالٹ پانڈ سے قریباً ۱۴ میل کے فاصلہ پر موٹر میرا انتظار کرتی تھی۔ ۸ میل کا پیدل سفر اور وعظ اب تو اپنا اثر کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ تکان بھی اور آرام کی خواہش۔ خوشی خوشی موٹر میں معہ ترجمان بیٹھے۔ اور ڈرائیور۔ گو آن کی آواز دی۔ پیاس تھی ناریل توڑ کر پانی پیا۔ اور گنّے کا ایک ٹکڑا کھایا۔ اور خیال تھا کہ تمام دن کی کوفت کے بعد انشاء اللہ اب صرف نصف گھنٹہ ہے۔ کہ سالٹ پانڈ پہونچینگے۔ اور آرام کرینگے۔ مگر قضاء و قدر نے آج قسمت میں افریقہ کا سب سے بڑا ابتلاء رکھا تھا۔ اب موٹر چڑھائی پہ جارہی تھی کہ یکایک انجن ٹھہر گیا۔ ڈرائیور، خادم موٹر نے ہرچند کوشش کی۔ مگر درست نہ کر سکے۔ بدقسمتی سے ان لوگوں نے روشنی ساتھ نہ لی تھی۔ ان کو خیال تھا کہ ۱۴ میل کیا چیز ہیں ابھی واپس آ سکتے۔ موٹر کے لیمپوں میں تیل بھی نہ ڈالا تھا۔ اور اگر کچھ تھا تو دیا سلائی نہ تھی۔ رات تاریک۔ سڑک پر دو رویہ گھنا جنگل اور اونچی پہاڑیاں تھیں۔ اور سر پر بادل جھکا ہوا تھا۔ اس مشکل سے اوسان خطا کرتے ہوئے موٹر سے اُتر اُسے دھکیلنا شروع کیا۔ کپڑے خراب۔ ہاتھ خراب۔ ایک گھنٹہ کی جد و جہد۔ مگر بن بن کر بگڑ جانا۔ ایک راہگیر گذرا اس سے مدد کا سوال کیا۔ مگر جواب ندارد۔ دریافت کیا کہ کوئی گاؤں قریب ہے۔ جواب۔ کوئی نہیں! اب سوائے دُعا کوئی چارہ نہ تھا

اللہ تعالےٰ کے حضور گڑگڑایا۔ اور مُصیبت میں مدد دینے والے خدا نے دل میں عزم اور ہمت دی۔ اور یکایک باوجود تکان و ماندگی و ضعف ارادہ کر لیا کہ بقیہ ۱/۲ ۹ میل پیدل چلینگے۔ موٹر راستہ میں چھوڑ کمر باندھ لی اور ع

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو

[illegible] اٹھا لیا۔

کٹھن راستہ اور منزل مقصود

راستہ کا ایک حصہ اسقدر گھنا تھا کہ ہاتھ پسارا مشکل سے نظر آتا تھا۔ محمد اسحٰق میرے آگے اور موٹر کے خادمان اسباب سروں پر اُٹھائے پیچھے تھے۔ کچھ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور یاد حبیب نے دل میں جذبات اور زبان میں حرکت پیدا کی۔ اور بے اختیار اس حالت میں میں بول اُٹھا

رانجھنا رانجھنا یار میاں مینوں تیرے طعن یاں تانگاں
بجلی چمکے چمک ڈراوے۔ رات اندھیری کچھ نظر نہ آوے
نکل گئیاں ہُن جانگاں

ان الفاظ کے ساتھ آنکھوں سے پانی اور آسمان سے بوندا باندی نے ایک عجیب سماں پیدا کیا۔ سلسلہ خیالات کا کامل انقطاع نہ ہوا تھا کہ محمد اسحٰق نے کہا کہ اندھیرا بہت ہے۔ اور راستہ خطرناک ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ ساحل بحر کے ساتھ ساتھ چلیں۔ اب جزر کا وقت ہے پانی نیچے ہے۔ اور ایک طرف کھلی ہوا ہونے کے باعث روشنی ہوگی۔ اس نصیحت پر عمل کر کے سمندر کا کنارہ لیا اللہ تعالےٰ کے راستہ میں تکلیف کو راحت سمجھ کر بحر ظلمات کے متوازی قریباً ۵ میل چلا کئے۔ رات کو سمندر پر بعض اوقات آگ بھڑکتی۔ چمکتی، دوڑتی، کودتی دکھائی دیتی تھی۔ اور ایسے نظاروں کو ہر جگہ کم علم لوگ بھوت پریت، شیاطین سمجھ لیتے ہیں۔ غریب ڈرائیور اور خادم آگے بڑھتے ڈرتے تھے۔ اور محمد اسحٰق بھی گو بیت پیون کم مگر خائف تھا۔ بھوت، پریت، شیاطین کا وہم دل سے فوراً نکالنا امر محال تھا۔ اسلئے مَیں نے لاحول ولا قوۃ کا منتر ان سب کو پڑھا دیا۔ اور خود آگے ہوا۔ اور اتنے عرصہ میں بھوت بھاگ گئے۔ مَیں نے سمجھا کہ اب خیر ہوگی

مگر اب چند درختوں کا جھنڈ آ گیا۔ اور پیچھے سے ایک جانور کی آواز آئی۔ غریب ساتھی ڈر گئے۔ اب ان سب کو پیچھے سے آگے کیا۔ اور سالٹ پانڈ سے تین میل واقعہ ایک بڑے گاؤں بیا سے سابقہ ڈچ قلعہ کی مضبوط دیواروں پر نظر ڈالتے ہوئے جگنوؤں کی روشن افواج کو چیرتے ہوئے ہم اب پختہ سڑک پر پہونچے۔ جو اب کھلی اور کم تاریک تھی۔ اور اس طرح آخر آج پندرہ سولہ میل کا پیدل سفر ختم کیا۔

یہ [illegible] کس طرح کٹا؟ جسم کی حالت کیا تھی؟ دل میں کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کو کس طرح مخاطب کیا؟ اور حضرت مولوی راجیکی کی جھوک کا مصرع

"کون کوئی ہووے ساڈے دُکھاں نوں ونڈیندی"

کس درد سے پڑھا اور گھر پہ جہاں کوئی گھر والا تھکے ماندے چور رنجور مسافر کی خبرگیری کے لئے نہیں تھا۔ کن خیالات کے ساتھ پہونچا۔ سب ایسے سوالات ہیں۔ جن کا جواب ناظرین کرام خود بخود اپنے قلوب سے دریافت کر لینگے۔ میں صرف یہ کہوں گا ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم

احمدیہ کانفرنس سالٹ پانڈ

چونکہ اکرافول کانفرنس میں ۱۵ر اگست کو درقعہ ہوئی تھی۔ اہم امور کا فیصلہ نہ ہو سکا تھا۔ اور اسکے بعد تمام وقت دورہ میں صرف ہوا۔ نیز نائجیریا کی بڑی جماعت کی ضرورتیں متقاضی ہیں کہ جلدی واپس لیگوس جاؤں۔ اندریں حالات سیرالیون اور لائبیریا پروگرام کاٹ کر میں جلد نائجیریا واپس جانا چاہتا ہوں۔ اسلئے مناسب سمجھا ہے کہ ایک عام جلسہ سالٹ پانڈ میں کیا جائے۔ اور اکابران جماعت ملکر آئندہ کام کی نسبت شوریٰ کریں۔ نیز انکو احکام مناسب سے اطلاع دیجائے۔ اور یہ جلسہ عام یا کانفرنس ۲۵ر نومبر بروز جمعہ قرار پایا ہے۔ ٹائپ شدہ اطلاعات ارسال کر دی گئی ہیں اور انشاء اللہ امید ہے کہ جلسہ کامیاب ہوگا۔

۲۷ر فروری کا الفضل شایع نہیں ہوگا

ہز رائل ہائینس شہزادہ ویلز کی آمد پنجاب کی خوشی میں دفتر الفضل میں تعطیل ہوگی۔ اسلئے ۲۷ر فروری کا پرچہ شایع نہیں ہوگا اور اسکی بجائے ۲۸ر فروری [illegible] انشاء اللہ [illegible] (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۲۳ر فروری ۱۹۲۲ء

کیا مسٹر گاندھی مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں؟

اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ بہت سے مسلمان کہلانیوالے ہمارے بھائی سچے دل سے یقین اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ مسٹر گاندھی کی ہمدردی ہندوؤں ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ وہ خیر خواہ ہیں تمام اقوام ہند کے۔ اور ان کی ہمدردی اور محبت کا دائرہ نہ صرف ہندوؤں پر محیط ہے۔ بلکہ اپنی وسعت میں مسلمانوں کو بھی لئے ہوئے ہے۔ بہت سے خوش فہم اور زود اعتقاد حضرات یقین واثق رکھتے ہیں۔ کہ مسٹر گاندھی اپنی قوم کی نسبت اور اپنے اہل مذہب سے زیادہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اگر واقعات سے نتائج کا کچھ تعلق ہوتا ہے۔ تو اس وقت مسٹر گاندھی کی حالت سے دو نتائج نہایت ظاہر اور نمایاں طور پر ہر شخص کو نظر آ سکتے ہیں۔ (۱) لفظی محبت اور اسلام کی خیر خواہی بالفاظ غیر احمدی برادران اسلام خلافت کی حمایت میں سر فروشی اس کے لئے کچھ عرصہ قبل مسٹر گاندھی سب سے آگے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ خلافت کی حفاظت میں ہماری حفاظت ہے۔ اور ہم خلافت کی حفاظت کرینگے۔ اور اس بات میں وہ یہاں تک بڑھے ہوئے تھے۔ کہ اعلان فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر مسلمان اس مقصد کے حصول کے لئے جدو جہد کرتے کرتے جیل خانہ میں چلے جائیں تو ہندو بھائی اس مقصد کے لئے جدو جہد کرینگے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ تھا۔ کہ پہلے مسلمان جیل خانہ میں چلے جائیں۔ پھر ہندوؤں کے لئے میدان خالی ہو جائیگا یہ صورت تو مسٹر محمد علی شوکت علی کے قید ہونے تک قائم رہی۔ اور اس کے بعد اس خاص طرز کلام کا خاتمہ ہو گیا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی ہمدردی یوں فرمایا کرتے ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کی کسی فعل شنیع سے بریت کرنے لگے۔ تو اس قسم کے الفاظ میں جنہیں ان کو مذہبی دیوانے اور ان کے فعل کو ان کے مذہب کی تعلیم کا نتیجہ قرار دیدیا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمان تو بے قصور ہیں۔ مگر ان کا مذہب ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ازیں قبیل افعال کے مرتکب ہوں۔ یعنی یہ بریت ایسے لفظوں میں ہوتی ہے۔ کہ مسلمان بھی بدنام ہوں۔ اور ان کا مذہب بھی۔ یا اگر فساد ہوا۔ تو گو مادی آنکھوں سے مفسدہ پردازوں میں ہندوؤں ہی کی کثرت نظر آتی ہو۔ مارنے پیٹنے قتل کرنے۔ لوٹنے، عصمت دری کرنے اور دیگر بدمعاشانہ افعال کے مرتکب ہونیوالے ہندو ہی زیادہ اور اکثر معلوم ہوتے ہوں۔ مادی گورنمنٹ کے کارندے ان مفسدہ پردازوں کو پکڑیں تو ان میں ماخوذین ہندوؤں ہی کی تعداد بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ ہوں۔ اس ہنگامہ میں قتل اور ہلاک زیادہ ہندو ہی ہوں۔ مگر "مہاتما گاندھی" کی آنکھ دیکھ لیتی ہے کہ مفسد ہندو نہیں۔ مسلمان ہی زیادہ ہیں۔

مسٹر گاندھی کی اس پالیسی سے اگر کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ مسٹر موصوف مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ ان کو ہر ایک طریقہ اور ہر ایک راہ سے مسلمانوں کو بدنام کرنا اور ان کو ساتھ لگائے رکھ کر اپنی قوم کے قدم کو مضبوط کرنا ہے۔

کیا اس سے صاف نتیجہ یہ نہیں نکلتا۔ کہ مسٹر گاندھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں۔ مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ اس شخص کے پیچھے اندھا دھند چل رہے ہیں۔ آہ! خدا کے منتخب امام کو چھوڑ کر کیسے امام کی اقتدار ان کو نصیب ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ بئس للظالمین بدلا۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی سقیم اور گری ہوئی حالت کو مشاہدہ فرما کر ان کو دنیا میں سربلند اور معزز کرنے کے لئے اپنے مسیح کو مبعوث فرمایا۔ مگر بدقسمتوں نے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود فرماتے ہیں:-

بعد ازاں ہم ہر آنچہ پسند نیست
بدقسمت آنکہ دور بماند ز لنگرم

حلف اُٹھائینگے
مگر
کیا مولوی محمد علی صاحب بالمقابل حلف کیلئے تیار ہیں؟

بعض بدقسمت نام نہاد عبد الحق ہیں، مگر در حقیقت بندۂ باطل اور پرستار کذب و افتراء۔ ان کا شیوہ ہے کہ وہ لوگوں پر جھوٹ بولیں، ان پر اتہام لگائیں، اور جب ثبوت طلب کیا جائے۔ تو بجائے ثبوت دینے کے اُلٹا انہی سے مطالبہ حلف کریں۔

۷ر دسمبر کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ نے ایک مطالبہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے کیا کہ:-

"۱۹۱۷ء میں جب آپ شملہ پر تھے۔ تو بابو عبد الحق احمدی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا کہ مولوی محمد احسن ہمیشہ سے لالچی ہیں۔ حضرت (مرزا) صاحب کے زمانہ میں بھی لالچی تھے۔ اب بھی ان کی یہی حالت ہے لالچ ہی کی وجہ سے وہ لاہوریوں کی طرف ہو گئے کیا آپ کو یاد ہے کہ آپ نے ایسا کہا تھا؟"

حضور نے فرمایا کہ:-

"جہاں تک میرا حافظہ مدد کرتا ہے۔ مجھے اس قسم کی کوئی بات یاد نہیں۔ جو میں نے میاں عبد الحق شملوی سے کہی ہو۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے ان سے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی۔ الیٰ آخرہ۔" الفضل ۲۲ر دسمبر

اس جواب کے متعلق بابو عبد الحق اہلحدیث ۳ر فروری میں بعنوان "قادیانی مشن انکشاف حقیقت" لکھتے ہیں کہ

(۱) "جناب خلیفہ صاحب قادیان کا یہ جواب حلفی نہیں"

(۲) "یہ معاملہ ایسا نہیں۔ جس کو جناب صاحبزادہ صاحب اس قسم کے الفاظ سے پردہ میں رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک مشہور و معروف امر ہے کہ حضرت سید احسن صاحب نے میاں صاحب کو خلافت سے معزول کرنے کا جو اشتہار دیا۔ اس کے متعلق ہر کس و ناکس چھوٹا اور بڑا عالم و جاہل اور قادیان کے مرد اور عورتوں سے یہ سُنا گیا ہے۔ کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی پونڈوں کی تحصیل مولانا احسن کو گمراہ کر گئی۔"

(۳) اگر صاحبزادہ صاحب کو خدا تعالیٰ پر تھوڑا سا بھی ایمان باقی ہو گا۔ کہ جھوٹی قسم کی سزا جہنم ہے تو میں پیشگوئی کرتا ہوں۔ کہ وہ زہر کا پیالہ تو پی لینگے۔ لیکن نمبر ۲ (مطالبہ ثنائی متعلقہ جناب مولوی محمد احسن جو متنازعہ فیہ ہے) کا حلفی انکار ہرگز نہیں کرینگے۔"
(اہلحدیث - ۳ر فروری)

یہ ہے بابو عبد الحق صاحب کی تحریر مندرجہ اہلحدیث کا خلاصہ۔ انہی کے الفاظ میں۔ اسکے جواب میں گذارش ہے کہ (۱) آپ حلف کا مطالبہ شرعاً نہیں کر سکتے۔ کیونکہ الزام آپ لگاتے ہیں۔ ثبوت آپ دیں۔ البینۃ علی المدعی۔ جب تک آپ ثبوت نہ دے لیں۔ حلف کا مطالبہ جہالت اور حماقت اور بے معنی ہے۔ اور حلف کے مطالبہ سے پہلے تم یہ بھی بتاؤ۔ کہ حلف امور متنازعہ کے انفصال کے لئے ضروری اور لازمی امر ہے۔ جس کو پیغامی اور ان کا امیر تسلیم کرتے ہیں۔ اگر تم اسی اصل کو تسلیم کر لو۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اسی ایک معاملہ پر نہیں بلکہ جس قدر معاملات متنازعہ فیہا ہیں سب پر حلف اٹھانے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں۔ مگر شرط یہ ہوگی۔ کہ ہم جو جو باتیں پیش کرینگے۔ ان پر بالمقابل مولوی محمد علی صاحب کو بھی حلف اٹھانا ہو گا۔ اگر مولوی محمد علی صاحب حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ تو وہ اپنی آمادگی کا اعلان کریں۔ اور پھر ایک میدان میں آکر دونوں جانب سے حلفیں ہو جائیں۔ اگر نہیں تو پھر تمہیں کوئی حق نہیں۔ کہ تم خلیفۃ المسیح سے حلف کا مطالبہ کرو۔ کیا عبد الحق صاحب شملوی اپنے امیر کو آمادہ کرینگے؟

مولوی محمد علی صاحب کا نکتہ لطیفہ

پیغام صلح ۲۲ر جنوری ۲۲ء میں مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

"ان لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ جو نبوت کو دعا کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ اور یوں اُسے انسانی جد و جہد کا پھل سمجھتے ہیں۔" صفحہ ۵ کالم ۲

پھر فرماتے ہیں:-

"جس طرح آسمان سے بارش بغیر کسی کی جد و جہد اور دعا کے نازل ہوتی ہے اسی طرح وحی الٰہی بھی۔" (صفحہ ۵ کالم اول)

ہاں مولانا! اور جو بارش دعا و نماز استسقاء کے بعد نازل ہوتی ہے۔ کیا آپ یوں اس بارش کو انسانی جد و جہد کا پھل سمجھتے ہیں۔
اگر نہیں تو دعا کے بعد موہبت نبوت پر اعتراض کیسا؟
اگر آپ فرمائیں کہ موہبت کہتے ہو تو دعا کیسی؟
میں کہتا ہوں کہ آپ بارش کو صفت رحمانیت کے ماتحت مانتے ہیں۔ پھر بارش کیلئے دعا و نماز استسقاء بھی شریعت میں مسلم جانتے ہیں۔ پھر اپنے یہ الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ:
"الحمد للہ کو اللہ تعالیٰ کا دعا کے طور پر تمہیں سکھلانا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ جس طرح جسمانی طور پر تم ہر ایک کمال کو حاصل کر سکتے ہو۔ روحانی طور پر بھی اسکے حاصل کرنے کے لئے اس کے اندر سامان موجود ہیں۔" صفحہ ۳ کالم اول
پھر یہ اپنے الفاظ بھی بغور مطالعہ فرمائیے اور سر جھکا کر تدبر کیجئے:-
"وہی طاقتیں اور قوتیں تمہیں دی گئی ہیں۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھیں۔ اور اس بات کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کہلوا دیا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم الخ"
پس غور! غور!! غور!!!

ایک مولوی کی تنگدلی

ساقی مگر وظیفہ حافظ زیادہ داد
کاشفتہ گشت طرہ دستار مولوی

مولوی ابو تراب امرتسری اپنے اخبار اہلسنۃ والجماعۃ یکم فروری ۱۹۲۲ء میں "کابل میں احمدیوں کی آزادی" کی خبر الفضل سے نقل کر کے لکھتے ہیں:-
"اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ مرزائیوں کو مذہبی آزادی دینی شرعاً ناجائز ہے اور ملک میں بربادی کا باعث ہے۔"
مولوی صاحب کو عقل اور شرع سے تو سروکار نہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ معمولی انسانی ہمدردی سے آپ کو حصہ نہیں ملا۔ بلکہ ادنیٰ تہذیب شرافت سے بھی آپ کوسوں دور ہیں۔ اور نہیں تو اپنے ہی شہر کے معزز اخبار وکیل سے ہی یہ شرافت کا سبق حاصل کر لیتے۔ کہ اس نے بھی احمدیوں کی آزادی کا ذکر کرتے ہوئے خوشی نہیں تو رنج کا اظہار بھی نہیں کیا۔ ہز مجسٹی امیر کابل کی وسعت قلبی کی تعریف کی ہے۔ لیکن مولوی صاحب مذکور اپنی تنگدلی سے مجبور ہو کر ایک وسیع القلب صاحب الحکومت کو تنگدلی کی طرف بلاتے ہوئے لکھتے ہیں:-
"امیر صاحب کو اس حکم پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔"
افسوس! مولوی صاحب کو ہندو اخبار بندے ماترم سے بھی شرم نہ آئی۔ جس نے وکیل کی طرح اس خبر کو اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن مولوی صاحب ہیں۔ کہ جلے مرتے ہیں۔ اور نہیں خیال کرتے۔ کہ آپ سے بڑھ چڑھ کر مفتی کابل میں موجود ہیں۔ یا تو وہ آپ کے مقابلہ میں جاہل ہیں۔ مگر یہ خلاف واقعہ ہے۔ آپ تو ان علماء کی شاگردی کے لائق بھی نہیں ہیں۔ یا ہز مجسٹی امیر کابل پر ان کی حکومت نہیں چلتی۔ تو پھر آپ کی بات کیا وقعت و حقیقت رکھتی ہے.......... اصل یہ ہے۔ "یک من علم را دہ من عقل باید" آپ نے اپنے اوپر چند کتابیں تو لاد لی ہیں۔ لیکن ؏ نہ محقق شدی نہ دانشمند
ہمیشہ تنگدلی اور تنگ ظرفی میں کباب ہی ہوتے رہتے ہیں [illegible] فضائل انسانیت حاصل نہ کرتے ہیں۔ بلکہ کھوتے ہی رہے
افسوس ؎

مولوی گشتی و آگہ نیستی
از کجائی با کجائی کیستی

ہذا بہتان عظیم

مولوی ابو تراب امرتسری ہماری مخالفت میں مولوی ابو الوفاء کے بھی کان کترتے ہیں۔ ایک عظیم بہتان باندھ کر اپنے خریداران اخبار اہلسنۃ والجماعۃ کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں۔ اور یہ جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے نہیں لکھتے ہیں:-
"مرزا صاحب نہایت دلیر ہیں۔ جو برخلاف آیت قرآنی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کے کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عیسیٰ ابن مریم کی سمجھ تو نہیں آئی۔ یونہی تعلیم دیتے رہے۔ اور کہتے رہے۔ کہ وہی عیسیٰ ابن مریم جو کہ بنی اسرائیل کی طرف آئے تھے۔ اور جس کے اور میرے درمیان کوئی

نبی نہیں ہوا۔ آئیگا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔
(اہلسنت والجماعت یکم فروری ۲۲ء)

ہم اس سے زیادہ کیا کہیں کہ ملاں صاحب نے صریح کذب۔ کھلا جھوٹ۔ زندہ بہتان۔ موٹا افترا۔ نالایق الزام حضرت جری اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیٰ محمد و علیہ السلام پر لگایا ہے کیا کسی کتاب سے حضرت جری اللہ علیہ السلام کا یہ قول ملاں صاحب دکھا سکتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس یاد رکھیں کہ ؎

سچوں پہ خدا کی رحمت ہے
جھوٹوں پہ خدا کی لعنت ہے

مسیح ناصری کی وفات قادیان میں

کلکتہ میں ایک بہائی مبلغ صاحب ہیں جن کی عمیق تحقیق کا ایک عجیب و غریب انکشاف ذیل کے خط مرسلہ مکرم برادرم محمد شجاعت صاحب نائب سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ سے ہوتا ہے۔ ناظرین نے یقیناً آج سے پہلے یہ نکتہ نہ سنا ہوگا۔ خط کا اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"بہائی مذہب کے مبلغ صاحب ایک روز انجمن کے مکان کے پاس سے۔ اوپر لیگیا۔ وہاں خوب باتیں ہوئیں آخر جتلایا گیا۔ کہ ہم خدا کے فضل سے احمدی ہیں بڑے متبحر ہو گئے۔ پھر کہا کہ ہم احمدیہ لٹریچر خصوصاً حضرت اقدس کی کتب سے خوب واقف ہوں۔ بلا تعصب ان کی کتابوں کو دیکھا۔ لیکن سب جھوٹے معلوم ہوا میں نے سوال کیا۔ اچھا پہلے حضرت اقدس کے دعاوی بتلائیے۔ انھوں نے نہایت لغو اور بیہودہ طریق اختیار کیا۔ اور بالکل جھوٹے عقیدے بتلائے مثلاً حضرت اقدس کا یہ دعوے بتلایا کہ مسیح ناصری کی وفات قادیان ہوئی تھی"

سبحان اللہ! کیا تحقیق ہے اور احمدیہ لٹریچر سے کس قدر واقفیت ہے کہ الامان۔ کس برتے پر تتا پانی۔

ہاتوا برہانکم یا اہل البہاء

رسالہ البشارۃ بمبئی ۱۰ جون ۱۹۲۱ء ما وابستگان دامن حضرت احمد جری اللہ صلے اللہ تعالیٰ علی محمدؐ و علیہ وسلم را نظر عنایت خاص ممنون فرمودہ اند کہ:۔

"بنظر بعض مسلمانان ہندوستان و قادیان پنجاب کہ تازہ اعتقادے کردہ اند" الخ

مضمون طویل نوشتہ اند۔ ازیں رو امروز با اہل بہا مصافحہ کردہ ایشاں را دعوت کلیہ میدہیم۔ در البشارۃ جلد اول ص۳۔ معنی آیت خاتم النبیین اینچنیں کردہ اند کہ:۔

"وراثت نبوت کہ در سلسلہ خلفا و رجال مرسلین بودہ پس از ہر نبی شامل بود۔ در ہیں و خلفا و رجالی مسلین نبود"

"ایں بود معنی کلمہ خاتم النبیین کہ ختم نبوت دربارہ رجال مسلین بود"

گوئیم۔ کہ ختم شے موقوف و منوط و مشروط بر بدایت است۔ ہر آنچہ شروع نشدہ ختم چساں گردد۔ پس ازیں معنے لازم آمد کہ بدایت نبوت در امت محمدیہ شود۔ ورنہ ایں مقصد و مطلب جلمنے نہ دارد۔ زیرا اذا فات الشرط فات المشروط۔ آنچہ ہنوز جاری نشدہ ختم بچہ طور گردید کہ ؎ جامہ ندارد دامن از کجا آرد

نوشتہ اند کہ:۔

"در رجال مسلمین مومنین آنحضرت ہستند نہ اولاد جسمانی و نہ وارث در نبوت"

اے اہل بہا فکر کنید کہ چہ میگوئید و کجا میروید۔ ازیں قول مذکور لازم آمد۔ کہ حضرت خاتم صلے اللہ علیہ وسلم ابتر شوند چرا کہ نہ اولاد جسمانی دارند۔ چنانکہ اعدا طعن کردند۔ در رد ایشاں سورہ کوثر نازل گشت۔ پس اولاد روحانی وارث نبوی را شما نفی فرمودید۔ باقی چہ ماند۔ انا للہ۔ برائے خدا غور و نظر فرمائید و دلیل مستحکم بیارید کہ ؎

نگفتہ ندارد کسے با تو کار ٭ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ظہور مہدی کے لئے دعا رپیٹ کرانا

جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری کا ایک مضمون مدینہ ۹ فروری ۱۹۲۲ء میں بعنوان "مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کی مراجعت عراق سے" شائع ہوا ہے جس میں عراق کے مصائب بیان کرکے آخر میں مولانا فرماتے ہیں:۔

"خیر جس کا جو جی چاہے کرے۔ ہم تو ہر ایک آستانہ پر اس مقدس ہستی ظہور کی دعا رپیٹ کرا آئے جس کے ہم منتظر بیٹھے ہیں۔ اللھم عجل لنا ظہورہ ٭"

آہ! یہود نے ہزاروں برس دعائیں کیں اور کرتے ہیں پر افسوس! "اس مقدس ہستی" کا جس کے وہ منتظر بیٹھے تھے۔ اور بیٹھے ہیں۔ ظہور ہوا۔ عیسائی تڑپ رہے ہیں۔ مگر وہ مقدس ہستی جس کے وہ منتظر ہیں نظر نہیں آتی۔ حسب پیشگوئی حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم۔ مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ اس مقدس ہستی کا ظہور پُرنور ہو گیا۔ جس کے وہ منتظر تھے۔ لیکن محروموں نے نہ دیکھا نہ جانا نہ مانا۔ بلکہ ان سب قوموں کے لیے بعر اقرار سُن کر نہیں سنتے۔ دیکھ کر نہیں دیکھتے ؎

ہادی و مہدی اویست آنکہ تو خود
ہم نہاں و نشستہ پیش رو

وہ مقدس جس کا انتظار تھا۔ حضرت احمدؑ قادیانی کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ جو عدیم البصیرت انسانوں کی آنکھوں سے غائب بھی ہے۔ ہاں چشم ایمان کھل جائے۔ تو ان سے بھی یہ ظاہر ہو جائے اور وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے دوڑیں۔ اور یقین کریں۔ کہ مہدی مطہر اور مسیح مقدس یہی ہے۔ جو قادیان میں مبعوث ہوا۔ اس کے سوا تو "الانتظار اشد من الموت" کی جرعہ کشی ہے۔ اور یہود و نصاریٰ کی طرح رونا اور سر پیٹنا کہ اپنے مقدس موعود کیلئے امید و بیم کی حالت میں تلملاتے رہینگے۔ کیونکہ ؎

آنے سے اسکے یاس بھی ہے انتظار بھی ٭ کچھ ناامیدی بھی ہے کچھ امیدوار بھی

دوزخ

خدا تعالیٰ سزا دہی کی کیفیت کے بارہ میں ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنے دوزخ کیا چیز ہے۔ دوزخ وہ آگ ہے۔ جو دلوں پر بھڑکائی جاتی ہے۔

چشمہ معرفت ص۴۵ حضرت مسیح موعودؑ

اسمہ احمد کا مصداق

ہم سے جناب سید محمد سرور شاہ صاحب دالوی نے مندرجہ ذیل استفسار کیا ہے۔

"جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق۔ اخبار الفضل کے کسی سابقہ نمبر کے ملاحظہ سے نیز بعض مبائعین کی سلسلہ گفتگو میں بیشتر بھی ظاہر ہوتا رہا۔ کہ اصل مصداق اس پیشگوئی کے مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ لیکن آئینہ صداقت صـ۳۶ پر حضرت صاحبزادہ صاحب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسمیں دو پیشگوئیاں ہیں ایک اصل کی اور ایک ظل کی۔ ظل کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق ہے۔ اور اصل کی پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ الخ۔ اس صورت میں تو کچھ اعتراض ہی باقی نہیں رہتا۔ یہ تو فریقین کا اعتقاد ہے۔ پھر اسقدر جھگڑا اور شور کیسے۔ تفصیل کیلئے دیکھو رسالہ آئینہ صداقت۔ کیا آپ جواب دے سکتے ہیں"

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہی کے الفاظ نقل کر دیئے جائیں۔ آئینہ صداقت صـ۳۶ پر بعنوان "اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق میرا عقیدہ"۔ فرماتے ہیں۔

"اس پیشگوئی کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اسمیں دو پیشگوئیاں ہیں ایک ظل کی اور ایک اصل کی۔ ظل کی پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ہے۔ اور اصل کی پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ مگر اس پیشگوئی میں بالتصریح ظل کی خبر دیگئی ہے۔ اور ظل کی خبر میں التزامی طور پر اصل کی خبر بھی آگئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ظلی نبی کا وجود ایک ایسے نبی کے وجود کو طبعاً چاہتا ہے جو بمنزلہ اصل کے ہو۔ اس لئے اس آیت سے ایک ایسے نبی کی بھی خبر نکلتی ہے۔ جس سے اس پیشگوئی کا اصل مصداق فیوض حاصل کریگا۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اصل ہیں آپ نے کسی انسان سے فیض حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اور لوگ آپ سے فیض حاصل کرنے والے ہیں۔ اور ایسا خیال کرنا کہ نعوذ باللہ رسول کریمؐ دوسروں سے فیض حاصل کرنیوالے تھے۔ آپ کی ہتک ہے۔ اسلئے اور نیز بعض اور دلائل کی بناء پر میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اس پیشگوئی کے مصداق اول حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں۔ اور مسیح ناصری کے مثیل ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جس کی نسبت الہامی تعیین کسی نبی نے نہیں کی۔ اس لئے اس کے متعلق جو کچھ بھی عقیدہ ہوگا۔ وہ علمی تحقیقات سے زیادہ نہیں کہلا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص اس آیت کے کچھ اور معنے سمجھے۔ تو ہم اسے مخطی کہینگے۔ خارج از احمدیت یا گنہگار نہیں کہینگے۔ غرض یہ کہ یہ کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے۔ کہ جسے مذہبی نقطۂ خیال سے ہم کوئی اہمیت دیں"۔

ہمارے نزدیک یہ الفاظ فیصلہ کن ہیں ہمیں کسی مزید بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ جہانتک ہمیں علم ہے۔ کسی مبائع کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ بلحاظ اصل ہونے کے اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ کیونکہ حضور کا دعویٰ "ظل" ہونیکا ہے۔ اس لئے حضور بلحاظ "ظل" کے ہی اس کے مصداق ہیں۔ اگر "اصل" کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آنحضرت صلعم اور اگر "ظل" کے لحاظ سے تو حضرت جری اللہ اور جہانتک الفاظ کا تعلق ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے اس پیشگوئی میں بالتصریح ظل کی خبر دی گئی ہے۔ اور ظل کی خبر میں التزامی طور پر اصل کی خبر بھی آگئی ہے۔

روحانی زندگی کیا چیز ہے؟ وہ اپنے محبوب حقیقی کی محبت اور اس سے قطع تعلق ہو جانے کا خوف ہے۔ اور محبت سے مراد وہ حالت ہے کہ بکلی دل اسی کیطرف کھینچا جائے اور اس کے مقابل پر کوئی دوسرا باقی نہ رہے اور روحانی خوف سے یہ مراد ہے کہ قطع تعلق کے اندیشہ سے گناہ کا مادہ جل جائے۔ اور روح میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جائے (چشمہ معرفت صـ۵)

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی ڈائری

خطبۂ نکاح

۲۴ر دسمبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر

حضور نے مسجد مبارک کی محراب میں کرسی پر نشست فرمائی اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی فطرۃ اجتماع کے اوپر ایک خاص قسم کی لذت حاصل کرتی ہے۔ وہ لذت خواہ کسی شکل میں ہو۔ مگر ہوتی ہے۔ ایک دوست دوست سے ملتا ہے۔ اسکو لذت ملتی ہے۔ بھائی بھائی سے ملکر لذت حاصل کرتا ہے۔ ماں باپ بچہ سے اور بچہ ماں باپ سے ملکر لذت پاتے ہیں۔ غرض تمام انسانوں کو آپسمیں ملکر ایک لذت آتی ہے۔ گو وہ اسکو محسوس نہ کریں۔ ثبوت یہ ہے کہ جنگل میں اکیلا انسان جا رہا ہو۔ وہاں کوئی شخص کیسا ہی اجنبی اور زبان سے ناواقف ملے۔ اس سے مسرت حاصل ہوگی۔ ایک ہندوستانی جو پشتو نہ جانتا ہو اور ایک پٹھان جو اردو سے ناواقف ہو۔ دونوں جب جنگل میں ملینگے۔ تو مسرت پائینگے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کو انسان سے ملکر مسرت ہوتی ہے۔ گو مخفی ہو۔ مگر وہ تھوڑی نہیں ہوتی۔ جیسے ناک آنکھ کان سے جو لذت ہے وہ مخفی ہے۔ اس کو انسان یوں محسوس نہیں کرتا ہے۔ مگر جب آنکھیں گم ہو جائیں۔ شنوائی اور قوۃ شامہ ضائع ہو کر پھر ملے تو کتنی خوشی اور راحت اور لذت حاصل ہوتی ہے۔ آنکھ بیمار ہو ڈاکٹر پٹی باندھکر حکم دیدے کہ کھولنا مت۔ مگر انسان چوری چوری پٹی اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اس حالت میں آنکھ ضائع بھی ہو جاتی ہے۔ اگر اس وقت روشنی نظر آتی ہے۔ تو کتنی خوشی اور لذت ملتی ہے۔ کان نہ سنے مگر پچکاری سے یا مرض کا دورا پورا ہونے سے آرام ہو تو انسان کتنا خوش ہوتا ہے۔ ناک کی قوت نہ رہے اور پھر مل جائے۔ خواہ بدبو ہی سونگھے۔ اس سے خوشی ہوتی ہے۔ تو بعض راحتیں معلوم نہیں ہوتیں۔ مگر اندازہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب فرض کر لیا جائے کہ وہ قوتیں ضائع ہو گئیں اور پھر ملی ہیں۔

اور یہ بات کہ اجتماع سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ ہمیں اس طرف رہبری کرتی ہے۔ کہ جب بندوں سے ملاپ میں راحت ہے۔ اور سرور ہے۔ تو خدا سے ملاپ اور وصال میں کس قدر لذت اور سرور اور راحت ہوگی اور اسی اصل کے ماتحت نکاح بھی آجاتا ہے۔ میں نے یہ بات یونہی نہیں کہی کہ چھوٹی باتیں بڑی باتوں کے لئے رہبر ہوتی ہیں۔ بلکہ میں اس کی مثال دیتا ہوں دین میں حیا نہیں۔ ہمارے وعظ میں بچے بھی ہوتے ہیں۔ ہم ان کو روک بھی نہیں سکتے۔ اور نہ ہم ان کو ان باتوں سے ناواقف رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں بتاتا ہوں کہ کس طرح چھوٹی باتوں سے بڑی باتوں کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اور کس طرح مرد و عورت کا ملاپ خدا سے تعلق کی طرف رہبری کرتا ہے۔ انسان کی غرض پیدائش ایک یہ بھی ہے۔ کہ یہ نسل چلائے۔ خدا کو بقار نسل انسانی مد نظر ہے۔ اس کے لئے اس نے کیا سامان کئے؟ یہ ایک بڑا مقصد ہے۔ اب دیکھو کس طرح اس بڑی غرض کو چھوٹے چھوٹے ذریعوں سے حاصل کرالیا ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے سارے جسم میں جماع کی طاقت ہوتی ہے۔ بقار نوع انسانی کا مدار بقار شخصی پر ہے۔ یعنی اس کا پہلا زینہ یہ ہے۔ کہ بچہ خود زندہ رہے۔ سوال ہوتا ہے کہ بچہ کو دودھ پینا کون سکھاتا ہے۔ وہ بول نہیں سکتا اپنے خیالات اور خواہشات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ مگر قدرت نے قوت شہوت کو اس کے تالو اور زبان میں خصوصاً زیادہ رکھ دیا۔ بچہ جب ماں کی پستانی منہ میں لیتا اور دباتا ہے۔ تو اس کو مزا آتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کے پیٹ میں دودھ بھی چلا جاتا ہے۔ جس سے اس کی بقار شخصی ہوتی ہے۔ گویا اس لذت میں خدا نے اس کی زندگی بقار کو رکھا تھا۔ اب جب بچپن سے گذر کر جوانی کے دن آتے ہیں۔ تو اسوقت کون ان کو وہ خاص باتیں سکھاتا ہے سوائے شریروں کے باقی سب کو قدرت اور خدا کا قانون سکھاتا ہے۔ مگر اس کی کیا صورت ہے۔ اس کے لئے جاننا چاہیئے کہ اس قوت اور لذت کو قدرت نے ام الا... سے قریب رکھ دیا۔ جو پیشاب وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ گندگی کو انسان دھوتا ہے۔ اور اس طرح اسکو لذت کا علم ہو جاتا ہے اور مزا محسوس کرتا ہے۔ اور وہ معلوم کرتا ہے کہ یہاں ہی وہ چیز ہے۔ جو نسل انسانی کے بقا کے لئے اس کو دی گئی ہے۔ یہ بہت لطیف اور لمبی بحث ہے۔ مگر میں نے مختصراً بیان کر دی ہے۔ کہ چھوٹی بات سے بڑی بات کی طرف کس طرح توجہ دلائی جاتی ہے۔ دیکھو کس طرح چھوٹی لذت سے بقاء نسل کا کام لیا۔ اور اسی طرح اجتماع کی جو لذت ہے۔ اس سے بھی ایک غرض ہوتی ہے۔ کہ میرا جوڑ کس سے ہے۔ وہ محسوس کرتا ہو کہ میرا تعلق خدا سے ہونا چاہیئے۔ اگر میں اس سے مل جاؤں تو جس طرح مرد و عورت کے جوڑ سے نسل انسانی کو بقا ملتی ہے۔ اسی طرح جب بندہ اور خدا ملتے ہیں تو بندے کو ابدی زندگی اور لافانی اور غیر منقطع سلسلہ حیات دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ کی طرف توجہ دلانے کے لئے نکاح کو رکھا ہے۔ اس میں اس غرض کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ عام طور پر جس طرح ملنے میں مدہ مد نظر رہتا ہے۔ اسی طرح اجتماع کی اصل غرض جو خدا سے جوڑ تھا انسان اسکو بھول جاتا ہے۔ اور محض اجتماع ہی باقی رہ جاتا ہے ٭

سرپرستان الحکم اور احمدی جماعت کی خدمت میں التماس

الحکم کے جاری اور قائم رکھنے کے لئے میرے دل میں جو تڑپ اور جوش ہے۔ اسکو میرا اللہ ہی خوب جانتا ہے اور احمدی جماعت اس سے بھی ناواقف نہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری ایام زندگی میں الحکم کے اجرار و بقا کا اہتمام آنیوالے خلیفہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور آپ اپنی عہد خلافت کے ابتدائی ایام میں باوجود خلافت کی گراں بار ذمہ داریوں کے اسکو چلاتے رہے بالآخر آپ اسکو ایک کمیٹی کے سپرد کرنے پر مجبور ہوئے مگر افسوس سے کہنا چاہیئے۔ کہ کمیٹی اسکو نہ چلاسکی پھر جس طرح مجھ سے ممکن ہوا میں اسے چلاتا رہا۔ اور میری ان مساعی کو حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع سلسلہ میں قدر و عزت کی نظر سے دیکھ کر اپنی خوشنودی کا اعلان فرمایا۔ میں کچھ عرصہ سے مصالح الٰہیہ کے ماتحت مرکز سے باہر ہوں۔ ہر چند میں نے چاہا کہ الحکم کو باقاعدہ کروں۔ مگر باوجود ایک معقول رقم خرچ کرنے کے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میں اپنی غیر حاضری میں عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب پر اعتماد کر سکتا تھا۔ کہ اگر وہ محنت کرے تو اچھا قابل ایڈیٹر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی زندگی میں نے خود سلسلہ کی خدمت کے لئے اس کی پیدائش پر وقف کی تھی۔ اور بعد تعلیم عاقل بالغ ہو کر اس نے میرے اس عہد کی تجدید خود کی۔ اور اب عنقریب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت اپنے خرچ پر مصر کی طرف بغرض تبلیغ روانہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے ہر طرح کامیاب کرے۔ آمین) میری یہ حالت ہے کہ باوجود عزم کے بھی مرکز سے ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ سے اخبار کو ایڈٹ نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف جماعت کی سرپرستی (باستثنائے بعض) کی یہ حالت ہے۔ کہ الحکم کا بقایا جو گذشتہ دو سال میں ہوا ہے۔ وصول نہیں ہوتا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد اعانت کے لئے یاد دہانیوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ان حالات میں اخبار کا جاری رکھنا نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اور میرے لئے یہ موت سے کم نہیں۔ کہ الحکم کو بند کر دوں۔ اس لئے جب تک میں الٰہی مشیت کے نیچے مرکز سے باہر ہوں اور یا جب تک قابل ایڈیٹر اور جماعت کی نمایاں سرپرستی کا اظہار نہ ہو۔ میں الحکم کو ماہواری شایع کرنے پر مجبور ہوں۔ اور اس اعلان کو میں نہایت روحانی تکلیف کے ساتھ شایع کر رہا ہوں۔ ہفتہ میں دو بار سے ایک بار ہوا اور اب ماہوار کر رہا ہوں۔ اس جدید انتظام کے ماتحت پہلا نمبر ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء کو شایع ہوگا۔ قیمت میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب یہ راز بالکل نہ کھل گیا ہو۔ کہ الحکم کو میں نے زرکشی کا ذریعہ خدا کے فضل سے کبھی نہیں بنایا۔ ہاں اس نے اس پردہ میں میرے ساتھ جو کرم فرمایا۔ وہ دوسروں کی سمجھ سے بالاتر امر ہے۔ میں الحکم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عصر سعادت کی

ایک اہم یادگار اور سلسلہ کے نشانات صادقہ کا امین اور خود ایک نشان یقین کرکے قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ پس ناظرین اس سے پریشان نہ ہوں۔ وہ اسے اسی قابل بنا دیں کہ وہ نہایت شان اور عمدگی سے شایع ہو سکے۔ یہ جدید سلسلہ کس قسم کا ہو گا کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔ پچھلا بقایا جن احباب کے ذمہ ہے۔ ان کے نام وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ جن احباب کے نام اب تک الحکم جاری نہیں ہے۔ اور ان کی خدمت میں پرچہ بھیجا جائے۔ تو یہ یقین کرکے بھیجا جاویگا کہ وہ الحکم کے خریدار ہونے میں قطعاً متامل نہیں۔ اسلئے دوسرا پرچہ بذریعہ فیریت طلب روانہ ہو گا۔ انتظامی امور کے متعلق تمام خط و کتابت حسب معمول دفتر الحکم قادیان دارالامان سے ہو گی۔

مجھ کو یقین ہے کہ جماعت اپنے فرض میں جو قیام الحکم کے متعلق ہے۔ غفلت نہ کریگی۔

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم

قادیان دارالامان ٭

پیغام نافرجام کا حملہ ناکام

مَیں نے الفضل ۲۶ر جنوری میں حوالہ طلب کیا تھا۔ پیغام سے آئینہ صداقت کے صفحہ کا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے نامہ نگار پیغام کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حضرت خلیفہ اول کو آخر عمر میں مُرتد قرار دیتا ہے۔

میرا مطلب وہ صفحہ پیغام میں مشتہر کرانے سے یہ تھا کہ تا سیاق سباق دیکھ کر ہر بالغ نظر منصف مزاج معلوم کر سکے کہ نامہ نگار پیغام حضرت خلیفہ اول کو جو مرتد کہتا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود کی رؤیاء کے مطابق جو یہ ہے۔ کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گھوڑی پر سے گر پڑا ہے اور الہام ہؤا۔ استقامت میں فرق آ گیا۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جو نامہ نگار پیغام کی طرف یہ بات منسوب کی۔ کہ وہ حضرت خلیفہ اول کو (نعوذ باللہ منہ) مرتد سمجھتا ہے تو انہی معنوں میں کہ وہ اس رؤیاء و الہام مسیح موعود کا مصداق حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہ کسی احمدی کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس کے ثبوت میں مَیں "نامہ نگار پیغام" کے ایک اشتہار "گنجینۂ صداقت" کے چند اقتباسات بالفاظہا پیش کرتا ہوں:-

"مولوی نورالدین صاحب مرحوم آیۃ استخلاف کے ماتحت خلیفہ ہونے کے مدعی تھے۔ اور اپنے آپکو خلیفۃ المسلمین اور اسلامی بادشاہ منواتے تھے۔ اسلئے مَیں نے سمجھ لیا۔ کہ ان کی ایمانی حالت میں گراوٹ سی آگئی ہے۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں جو استقامت ان کو حاصل تھی۔ اسمیں فرق آگیا ہے ...... پس مولوی نورالدین صاحب کا آیۃ استخلاف کے ماتحت بے ملک خلیفۃ المسلمین بننا اور پھر بحیثیت خلیفۃ المسلمین کے احمدیوں سے بیعت لینا یہ صریح طور پر مسیح موعود کی وصیت کے خلاف تھا .... میں سمجھتا تھا۔ اور سمجھتا ہوں۔ کہ مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی استقامت میں فرق آگیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود نے جو رؤیا دیکھا تھا کہ مولوی نورالدین صاحب گھوڑے پر سے گر پڑے اور پھر الہام ہؤا۔ کہ استقامت میں فرق آگیا۔ تو وہ الہام اور رؤیا سچے نکلے .... کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا واحد مصداق یقین کرنا۔ اور کہاں یہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک کرنا محض جوش نفس سے مغلوب ہو کر مجھ کو جماعت سے نکالنا۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا اسکے گھوڑے سے گر کر بُری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا۔ اور آئندہ جہاں میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اسکے جوان فرزند عبدالحی نا کام عنفوان شباب میں مرنا اور اسکی بیوی کا تباہ کن طریق پر کئی اور جگہ نکاح کرنا

وغیرہ یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز باتیں تھیں"

پیغام کو یہ اقتباس پڑھ کر شرمانا چاہیئے۔ کہ کیا وہ ایسے شخص کی حمایت کر رہا ہے۔ جس کے لفظ لفظ سے خباثت ٹپکتی ہے۔ اور کیا یہ لفظ کسی شریف کی زبان قلم سے اس شخص کے حق میں نکل سکتے ہیں۔ جسے وہ احمدی سمجھتا ہو۔ اور کیا کھلے کھلے لفظوں میں اس بدظن نے محض از راہ شرارت حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ جیسے مقدس انسان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رکھے ہوئے عقائد سے برگشتہ نہیں کہا۔ اور مُرتد قرار دینے سے کیا کچھ بڑھکر نہیں لکھ دیا۔

پیغام والو! تم عداوت محمود میں اسقدر اندھے کیوں ہوئے ہو کہ دوست کو دشمن سے نہیں پہچانتے۔ اور ہر اس شریر سے شریر آدمی کی حمایت پر کھڑے ہو جاتے ہو جو اور چاہے دُنیا بھر کے عیوب اپنے دل خباثت منزل میں رکھے۔ حتٰے کہ اسے بھی جسے تم کسی زمانے میں اپنا مطاع لکھا کرتے تھے۔ جہنم میں سزا پانے والا اور خانہ برباد۔ مگر اک عداوت محمود رکھنے سے وہ تمہارے نزدیک اسطرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح مولوی محمد علی صاحب اپنے امیر کو تم سمجھتے۔ اور اس کے لفظ لفظ کی تائید کو اپنا مذہبی فرض بنا لیتے ہو۔ آہ! تم کب سمجھوگے اور ہم سے خواہ مخواہ نہ اُلجھوگے۔ خدا ہی تمہیں سمجھ دے۔

تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے

تمہارا غمخوار اکمل عفا اللہ عنہ

النظر

مختصر تاریخ اسلامی

مندرجہ عنوان کتاب مترجمہ جناب منشی خلیل الرحمن صاحب کے چار حصہ ہمیں بغرض ریویو موصول ہوئے ہیں جنہیں علی الترتیب (۱) نبی کریم صلعم (۲) خلافت راشدہ (۳) خلافت بنو اُمیہ (۴) خلافت بنو عباس کے حالات خوبصورتی سے موثر طور پر بیان کئے ہیں۔ زبان ہر ایک دوسرے حصہ کی پہلے سے شکل ہے اور بیان صاف اور سلجھا ہوا۔ ہم نے ابھی اس کتاب کے پہلے حصے دیکھے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسکی قدر کیجائے مجموعی قیمت چاروں حصوں کی ۲؍ ہے۔ ملنے کا پتہ:- عبدالرشید اینڈ برادر پبلشرز دارالکتب مزنگ لاہور

پیغام نے الفضل کا مطالبہ پورا نہیں کیا

میں نے ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی سے پوچھا تھا کہ آپ نے جو حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت یہ لکھا ہے:۔

"میاں صاحب نے بڑی جسارت اور بے باکی سے لکھ دیا تھا۔ کہ جب کوئی شخص کسی مصیبت میں ہو۔ تو میاں صاحب کو خط لکھ کر لیٹر بکس میں ڈالدے۔ اور ابھی خط میاں صاحب کو نہیں پہنچا ہو گا کہ اس کی مشکل آسان ہو جائیگی"

اس کا حوالہ بتائیں۔ وہ خود تو نہیں بولے۔ معلوم ہوتا ہے ابھی الفضل کی ورق گردانی کر رہے ہیں۔ مگر پیغام نے یہ حوالہ دیا:۔

الفضل جلد ۳ نمبر ۳۶ صفحہ ۵ کالم ۳

"اگر کوئی بات کرنی ہو۔ اور فوری جواب کی ضرورت ہو۔ خط لکھ کر ڈال دیں۔ اور خاص طور پر دُعا کریں تعجب نہ کریں۔ اگر خط کے پہنچتے ہی یا نہ پہنچنے سے پہلے ہی جواب مِلجائے"۔

ناظرین کرام! دونو عبارتوں کا مقابلہ کرکے دیکھیں کہ کس قدر فرق ہے۔ کہاں یہ بات کہ کوئی شخص مصیبت میں ہو۔ تو خط لکھ کر لیٹر بکس میں ڈالدے۔ ابھی خط نہیں پہنچا ہو گا اور وہ مشکل حل ہو جائیگی

کہاں یہ امر کہ کوئی بات کرنی ہو۔ تو خدا سے دُعا کریں اور خط لکھ دیں۔ عجب نہیں کہ خط پہنچنے سے پہلے جواب مِلجائے۔

سُنئیے صاحب!

۱۔ آپ نے جو قول حضور کی طرف منسوب کیا ہے۔ اسمیں عام اعلان جتلایا ہے۔ کہ جو شخص بھی ایسا کرے۔ اُس کے ساتھ یہی معاملہ ہو گا۔ اور جو حوالہ دیا ہے۔ وہ ایک شخصی بات ہے:۔

۲۔ آپ کے قول مفتریانہ میں مصیبت کا ذکر ہے۔ اور حوالہ میں بات کرنی ہو۔ آیا ہے۔

۳۔ آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ میاں صاحب تصرف ہیں۔ جو چاہیں کریں۔ اور عالم الغیب ہیں۔ اور حوالہ میں صاف خدا سے دُعا کریں آیا ہے:۔

۴۔ آپ کے افتراء میں حتمی طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ مشکل آسان ہو جائیگی۔ اور حوالہ میں صرف یہ ہے کہ عجب نہیں جو جواب مِلجائے:۔

پس اس حوالہ سے ہرگز وہ نتیجہ مستنبط نہیں ہوتا۔ جو آپ نے نکالا ہے۔

افسوس ہے کہ چند حدیث العہد نوجوان سلسلہ احمدیہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرکے تفرقہ بڑھا رہے ہیں۔ وہ مولوی صدرالدین صاحب کی مانند رُوحانیات اور احمدیت کی حقیقت سے قطعی" نابلد ہیں۔ مسیح موعودؑ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے خدا کی قدرتوں پر ان کو ایمان نہیں۔ تصوف اور علم توجہ کو سمجھتے نہیں ہیں۔ تار برقی اور بجلی کے کرشموں پر تو ایمان ہے۔ اور مردان خدا کے رُوحانی تصرفوں سے انکار ہے۔ جب کوئی ایسی بات سُنتے ہیں۔ تو اُسے شرک قرار دیتے ہیں:۔

سُنو! حضرت خلیفۃ المسیح اپنے ایک مبلغ کو جو دُور دراز علاقہ میں جا رہا ہے۔ ہدایت فرماتے ہیں:۔

اگر کوئی تکلیف ہو۔ تو خدا تعالیٰ سے دُعا کریں

یہ فقرہ اگر کوئی بات کرنی ہو۔ سے پہلے ساتھ ہی ہے۔ جسے حوالہ دینے میں چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ کہیں اصل مقصد نہ ظاہر ہو جائے۔ دیکھو یہی فقرہ تمہارے تمام الزام کا جواب ہے۔ تکلیف کے انکشاف کے لئے تو رستہ بتا دیا۔ اب اس کے بعد فرمایا۔ اگر کوئی بات کرنی ہے۔ اور اس کے لئے ششش و پنج میں ہو کہ یوں کیا جائے یا یُوں۔ تو اس کے لئے بھی دُعا سے کام لو اور مجھے بھی خط لکھ دو۔ یہ ایک نکتۂ معرفت ہے۔ جسے علم توجہ والے خوب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد غافل نہیں ہو جانا۔ بلکہ فرمایا۔ کہ خاص طور سے دُعا سے کام لیں۔ تو نتیجہ کیا ہو گا۔ جواب مِلجائیگا۔ اب جواب کے کئی طریقے ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ رؤیا میں ہی انکشاف ہو جائے۔ اور کامیابی کی راہ صاف دکھائی دینے لگے۔ اور جو بات مناسب ہو۔ اس کی طرف طبیعت کا رُجحان ہو جائے۔ بہت اغلب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے مقرر کردہ خلیفے کے دل میں خود بخود ڈالدے۔ اور وہ اسی امر کی نسبت کوئی ہدایت خط پہنچنے سے پہلے ہی بھیجدے۔ جو عین موقعہ پر اُسے مِلجائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ معجزہ مشہور ہے۔ اور اس کے بیسیوں گواہ موجود ہیں۔ کہ ایک شخص مشکل سا مسئلہ حل کرنے کے کیلئے جاتا ہے۔ اور حضور آتے ہی بغیر اس کا سوال سننے کے اسی پر تقریر کر دیتے۔ اس سے انسان عالم الغیب نہیں کہلاتا۔ بلکہ قلوب کی ایک نسبت ہوتی ہے غرض یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ جس پر اتنا شور مچایا جائے پاکباز لوگوں کی تو باتیں ہی جُدا ہیں۔ ہم تو اپنے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا ایسا معاملہ دیکھتے ہیں۔

میرے وہم میں بھی کبھی یہ بات نہ آئی تھی۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ فقرہ اسی کے ساتھ ایسے ایسے منکروں کے لئے زیادہ کر دیا تھا۔

"خدا کی قدرتیں وسیع اور اس کی طاقتیں بے انتہا ہے۔ اپنے اندر تصوف کا رنگ پیدا کریں"۔

آج کل تو مینا ٹرزم والے بھی روز یہ تجربہ کرتے ہیں۔ کہ کئی سو کوس کے فاصلے پر بیٹھے آپس میں ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور اظہار امراض کرتے ہیں۔ اور اس حوالہ میں تو کوئی ایسی بات بھی نہ تھی جس سے انکار کیا جائے۔ اور جسے شرک قرار دیا جائے۔ راکمل

تحفہ شہزادہ ویلز

تحفہ شہزادہ ویلز کی چھپوائی وغیرہ پر کم و بیش تین ہزار روپیہ خرچ آئیگا۔ اُن فنڈ کے ذریعہ جو رقم وصول ہو گی وہ تحفہ کی تیاری اور مُفت تقسیم کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ اسلئے ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے احباب اس بیش بہا کتاب کو قیمتاً خریدیں۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت فی نسخہ تین روپے رکھی گئی ہے۔ کتاب مجلد ہے اور کاغذ اور چھپوائی اعلیٰ قسم کی ہے۔ تمام جماعتوں کے سکرٹری اور دیگر احمدی احباب بہت جلد مطلع فرمائیں کہ کس کس قدر نسخے خریدینگے۔ کتاب کا خود پڑھنا بھی ضروری ہے اور غیر احمدیوں کو بطور تحفہ دینے کیلئے تو بہت ہی موزون ہے پہلے آنے والے آرڈر مقدم رکھے جائینگے:۔

ناظر تالیف و اشاعت قادیان

تجرید بخاری اردو

۲۰ / ۴

صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کردی ہیں۔ پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کردیا ہے جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔ اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علمائے عرب و شام نے مصنف کو اسکی سندیں عطا فرمائیں اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے جسے دیکھکر ظاہر بینوں کو حیرت ہو جاتی ہے۔ کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب عاشقان کلام رسول مقبول صلعم کیلئے ایک بہا تحفہ ہے تمام فرمائشیں بنام مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹڑہ دولیشاہ کے نام آنی چاہئیں

ایک مبارک تجویز

وہ یہ کہ احباب جہاں دنیاوی طور پر اپنے اہل وعیال کے لئے مال و منال اور جاگیریں بناتے ہیں وہاں انپر یہ بھی حق ہے۔ کہ آئندہ آنیوالی نسلوں کو ضلالت سے بچانے اور ہدایت پر قائم رہنے کے لئے روحانی ورثہ بھی طیار کر جاویں۔ جو ابد الآباد تک کام آنیوالا ہے۔ یعنی ہر ایک بھائی اپنے اپنے گھر میں ایک احمدیہ لائبریری قائم کرے۔ اس لائبریری میں سلسلہ کی ہر ایک کتاب موجود ہو۔ تاکہ جہاں زر و مال اور زمین وغیرہ کا ورثہ تقسیم ہو۔ وہاں یہ مقدس مال بھی ورثہ کا جزو اعظم بن کر تقسیم ہو۔

سلسلہ کی تمام موجودہ کتب کی قیمت زیادہ سے زیادہ ۱۲۵ کے قریب بنتی ہے۔ کتاب گھر قادیان چونکہ احباب کی سہولیت کو ہمیشہ مد نظر رکھتا ہے۔ اس لئے اب بھی اس خدمت کے لئے طیار ہے۔ کہ ایسے مستفید احباب کو جو کم از کم دو تہائی یا نصف قیمت مطلوبہ کتب کی بوقت وصولی کتب اور بقیہ بذریعہ مقررہ اقساط ادا فرماویں۔ قرض پر دی جاسکتی ہے۔ مزید سہولیت کے لئے بھی بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے نصف یا دو تہائی بھی محض اس لئے وصول کی جاتی ہے کہ دیگر تاجران اور مصنفوں کی شائع کردہ کتب بہم پہنچانے کے لئے کتاب گھر کو نقد ادا کرنا پڑتا ہے۔

اس طرح اکٹھی کتب منگانے میں محصول ڈاک کی بھی رعایت رہیگی۔ کیونکہ زیادہ تعداد کی کتب بذریعہ ریلوے پارسل مرسل ہوں گی۔

علاوہ ازیں احباب کوشش کرکے ہر شہر اور گاؤں میں ایک پبلک لائبریری قائم کریں۔ جہاں عام طور پر کتب بغرض مطالعہ دی جاویں۔ اور ذی استطاعت احباب شہروں کی پبلک لائبریریوں میں جو گورنمنٹ یا کمیٹیوں کیطرف سے قائم ہیں۔ ان میں سلسلہ کی کتب داخل کریں۔ غرضیکہ جس طرح بھی ہو قادیان کے ذخیرہ میں جمع شدہ کتب کو اکناف عالم میں پھیلانے کی کوشش کریں۔ کتابوں کا اثر مستقل اور نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ فہرست کتب سلسلہ احمدیہ پتہ ذیل سے مفت منگالیں۔

کتاب گھر قادیان

ہندوستان کی خبریں

پوسٹ کارڈ کی قیمت میں اضافہ کی تجویز ڈاکخانجات ہند کی رپورٹ بابت ۱۹۲۱ء میں ڈائرکٹر جنرل صاحب تجویز کرتے ہیں۔ کہ گذشتہ سال میں ۴۰ لاکھ روپیہ کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس کے پورا کرنے کے لئے پوسٹ کارڈ کی قیمت میں اضافہ کیا جائے۔

لاہور سنٹرل جیل سے بابا گوردت سنگھ کی تبدیلی بابو گوردت سنگھ کو سنٹرل جیل لاہور سے چپ چاپ تبدیل کر دیا گیا ہے۔

بردولی کانفرنس کا اجلاس سورت ۱۴ر فروری۔ آج بردولی میں تعلقہ کانفرنس کا اجلاس کارکن کمیٹی کے ریزولیوشن پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ اتفاق رائے سے تجویز کی گئی کہ تمام تر کوششیں تعمیری پروگرام کو پورا کرنے میں صرف کی جائیں۔ اور سول نافرمانی ملتوی کرکے گورنمنٹ کو لگان دیدیا جائے۔ جلسہ میں اس بات پر زور دیا گیا کہ اچھوت قوموں کی تعلیم اور کانگرس کی بھرتی پر زور دیا جائے۔

ایسٹ انڈیا ریلوے کی ہڑتال کلکتہ۔ ۱۵ر فروری۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ ایسٹ انڈیا ریلوے کی ہڑتال گیا اور آسن سول تک پھیل گئی ہے۔ ہڑتال کی حالت میں بہت کم تبدیلی ہوئی ہے۔

ایسٹ انڈین ریلوے کے عملے کی ہڑتال الہ آباد۔ ۱۵ر فروری۔ ایسٹ انڈین ریلوے کے عملہ کی ہڑتال الہ آباد میں بدستور ہے۔ آج یورپین اور اینگلو انڈین سکولوں کے طلباء نے پھر قابل قدر امداد دی باہر سے بھنگیوں کو بلوایا گیا ہے جس سے دقت کسی قدر کم ہو گئی ہے۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس دہلی میں منعقد ہوگا بمبئی۔ ۱۵ر فروری۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی اور اس کی کارکن کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۲۴ر تاریخ کو دہلی میں منعقد ہوگا۔

مرکزی خلافت کمیٹی کا ضروری اجلاس بمبئی۔ ۱۶ر فروری کانگریس کمیٹی کے جلسہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بمقام دہلی ہونے والی ہے۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۲۵ر فروری کو حالات حاضرہ پر غور کرنے کے لئے مرکزی خلافت کمیٹی کا دہیں ایک ضروری جلسہ کیا جائے۔

گورکھپور میں مزید تھانوں پر حملہ کی دہمکیاں گورکھپور کے تار مظہر ہیں کہ گورکھپور کے رقبہ میں اب تک ہلچل کی سی حالت قائم ہے۔ بعض کوتوالوں کو گمنام چٹھیاں موصول ہوئی ہیں جن میں ان کو دہمکی دی گئی ہے۔ کہ ان کا بھی وہی حشر ہوگا جو ان کے چوری چورا کے ہم پیشہ بھائیوں کا ہوا ہے۔ کئی تھانوں سے جہاں فساد کا اندیشہ کیا جاتا ہے۔ بذریعہ تار امداد مانگی گئی ہے جن کے موصول ہوتے ہی دیوریہ اور نانی کھار میں مسلح فوجی گارڈ روانہ کئے گئے ہیں۔

گورنمنٹ ہند تمام پولیٹیکل قیدیوں کو فوراً رہا کردے بمبئی سے ایک تار مظہر ہے۔ کہ مالوی کانفرنس کی کمیٹی کے ایک ضروری اجلاس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی نے سول نافرمانی کو ترک کرنے کا جو ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ اس سے ایسی حالت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ اس کمیٹی کی رائے میں گورنمنٹ ہند کو کمیٹی کی ان سفارشوں کو فوراً عملی جامہ پہنانا چاہئے۔ کہ جو مالوی کانفرنس کے اجلاس میں پاس کی گئی تھیں۔ اور جس میں گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ وہ قانون مجالس باغیانہ اور ترمیم ضابطہ فوجداری کے اعلان کو واپس لے لے۔ اور جو اصحاب اس سلسلہ میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان سب کو فوراً رہا کردے۔

کلکتہ میں مزید گرفتاریاں کلکتہ۔ ۱۵ر فروری۔ زیر قانون ترمیم ضابطہ فوجداری و پولیس ایکٹ جلوس نکالنے اور مولوی ابوالکلام آزاد کی سزایابی کا جشن منانے کے لئے اتوار کے روز جلسہ کرنے کے جرم میں ۲۴۳ رضاکار گرفتار ہوئے تھے آج جیل میں اُن کا مقدمہ پیش ہوا۔ ۱۴۲ کو چھوڑ دیا گیا۔ ۲۰۱ کو سزا دی گئی۔

لارڈ سنہا کے جانشین مسٹر شاستری الہ آباد۔ ۱۶ر فروری۔ اخبار لیڈر کا نامہ نگار مقیم دہلی اطلاع دیتا ہے کہ دہلی میں لارڈ سنہا کی جگہ مسٹر سری نواس شاستری کے تقرر کی افواہ گرم ہے۔

سرکاری ممبر سرکار کا ساتھ دیں دہلی۔ ۱۳ر فروری ایک سرکلر لیجسلیٹو اسمبلی کے سرکاری ممبروں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ جس میں انکو وزیر ہند کے اس حکم کی اطلاع دی گئی ہے۔ کہ وہ سرکاری معاملات میں سرکار کے موافق رائے دیا کریں۔ ورنہ وہ اپنی جگہوں سے منتقل کیے جائیں گے۔

بمبئی میں محصولات بڑھانے کی تجویز بمبئی۔ ۱۷ر فروری حکومت بمبئی تجویز کر رہی ہے کہ محاصل بڑھانے کے لئے کورٹ فیس وغیرہ میں اضافہ کرے کونسل کے آئندہ اجلاس میں جو منعقد دوشنبہ ہوگا اس کا مسودہ پیش ہونا تھا۔

مسٹر طرکی گرفتاری این ڈبلیو۔ آر۔ یو۔ نین کے جنرل سیکرٹری کے پرسنل اسسٹنٹ نے اعلان شائع کیا ہے۔ مسٹر جے۔ بی طرہانی اور منتظم اعلیٰ این ڈبلیو ریلوے یونین ۱۴ر فروری کی رات کو ساڑھے نو بجے اپنے بنگلہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ ان پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کی کیفیت ابھی تک معلوم نہیں ہوئی۔ انھیں سنٹرل جیل لاہور میں رکھا گیا ہے۔

اہالیان لائل پور فاقہ کشی کرینگے کہا جاتا ہے کہ چونکہ حادثہ گورکھپور سے متاثر ہو کر مسٹر گاندھی فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ اس لئے اہالیان لائل پور نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ چورا چوری کے کفارہ کے طور پر جمعہ کے روز روزہ رکھکر توبہ استغفار کیا جائے۔ ہندو خواتین ایک عظیم الشان ہون تیار کریں گی۔ (الفضل) غیروں کی فاقہ کشی سے اسکا کچھ تدارک نہ ہوگا۔ چاہئیے مجرمین کو مناسب سزا دیجائے

احمدیہ کانفرنس کے متعلق الیڈیٹر کی تعطیلات میں احمدیہ کانفرنس کے مجوزہ انعقاد کا اعلان ہو چکا ہے اب اس اعلان کے ذریعہ مختلف جماعتہائے احمدیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر ان کے خیال میں کوئی ایسا امر ہو۔ جو اس کانفرنس میں پیش ہونا ..

ممالکِ غیر کی خبریں

انگلستان ٹرکی کے ساتھ زیادہ رعایت نہیں کریگا

لنڈن ۹ فروری - اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا ڈپلومیٹک نامہ نگار لکھتا ہے کہ برطانیہ اور فرانس کے درمیان جنیوا کانفرنس سے پہلے آپس میں کوئی مفاہمت ہو جانے کے آثار ایسے ہی بعید ہیں جیسے کہ مسئلہ مشرق قریبہ پر برطانیہ اور فرانس میں کوئی مشترکہ تصفیہ ہونے کی ابھی تک کوئی ایسے مسائل طے نہیں ہوئے ہیں۔ جن کی بنا پر مشرق قریبہ کے معاملات کا تصفیہ کیا جا سکے۔ ٹرکی کے معاملہ میں برطانیہ جس قدر مراعات کر سکتا تھا۔ وہ اسقدر کرنے کے لئے تیار ہے لیکن زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ برطانیہ کی عام رائے اب اس کے لئے بھی تیار نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسی صلح کرے۔ جس سے اس کی فوجی ذمہ واریاں بڑھ جائیں ٭

مجلس انگورہ اور مسئلہ صلح

لنڈن ۱۰ فروری۔ قسطنطنیہ سے لنڈن ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ انگورہ کی مجلس قومی نے کمال اتفاق رائے کے ساتھ یہ طے کر دیا ہے۔ کہ قومی اتحاد کے اصول ہی پر صرف دشمنوں سے صلح کی جا سکتی ہے۔ اسی لئے انگورہ کے وزیر خارجہ یوسف کمال بے کو یہ اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ کہ وہ قبل اس کے دول متحدہ ٹرکی کے قومی اتحاد کو تسلیم کریں۔ ان سے گفتگوئے صلح شروع کریں ٭

شاہ حجاز اور برطانیہ کا معاہدہ

لنڈن - ۱۴ فروری دیوان خاص میں ایک سوال کے جواب میں لارڈ کرافورڈ نے کہا کہ معاہدہ کے بارے میں شاہ حجاز اور حکومت کے درمیان گفت و شنید ہوئی ہے۔ اگر کوئی معاہدہ قرار پایا۔ تو تصدیق کے لئے پارلیمنٹ میں پیش کیا جائیگا ٭

وزیر فن لینڈ کا قتل ۔ ہیلسنا رس ۱۴ فروری - وزیر داخلہ کو ریوالور سے مسلح کسی شخص نے ہلاک کر دیا ہے۔ قاتل گرفتار ہو گیا ہے۔ جرم سیاسی نوعیت کا خیال نہیں کیا جاتا ٭

سلطان نجد

لنڈن ۱۴ فروری۔ دیوان عام میں سوالات کے جواب میں مسٹر چرچل نے کہا کہ برطانی حکومت نے ابن سعود کو سلطان نجد تسلیم کر لیا تھا۔ اور اسکو مالی امداد دینے کا انتظام جیسا کہ ۱۴ جون کو بیان کیا گیا تھا۔ ابھی تک اسی طرح قائم ہے ٭

مکہ شریف میں مکانوں پر ٹیکس

"القبلہ" رقمطراز ہے کہ مکہ معظمہ میں ٹیکس لگانے کا طریقہ اور قانون تعزیرات جاری ہو گیا ہے۔ سلطان ٹرکی کے عہد میں باشندگان مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ ٹیکس سے محفوظ تھے۔ لیکن اب مکانات پر ٹیکس لگ گیا ہے۔

وزیر ہند اور ہندوستان کے حالات

پارلیمنٹ میں وزیر ہند پر ملامت کا ووٹ پاس کرتے ہوئے جو الزامات لگائے گئے تھے۔ ان کی نسبت مسٹر مانٹیگو نے جوابی تقریر میں بیان کیا۔ کہ ہندوستان کی حالت بلاشبہ سخت خطرناک ہے۔ میرے خیال میں ہندوستان کی موجودہ حالت کے بعض اسباب کا برطانیہ کی پالیسی سے کوئی تعلق نہیں۔ ہندوستان میں قومی بیداری مستقل طور پر پیدا ہو رہی ہے۔ اگرچہ بعض ریاستیں اسی معاملہ میں سخت پس افتادہ ہیں۔ اس ترقی نے ہی ہندوستان میں بے چینی پیدا کر رکھی ہے۔ مگر اسے افسوسناک نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہندوستان کی بے چینی کا بڑا سبب اقتصادی ہے اور اس کا بہترین علاج ہندوستان کے صنعتی اور زرعی اسباب کو ترقی دینا ہے۔

آخر میں کہا کہ اصلاحات پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ملک کی بہتری کے لئے ہی ہیں۔ آخر میں انہوں نے امید ظاہر کی کہ باہمی سمجھوتہ اطمینان بخش طریق پر ہو سکیگا معترضوں کو جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہندوستان میں امن اور قانون کو برقرار رکھنے کا فرض لنڈن میں بیٹھ کر سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ مسٹر جانسن ہکس کا ووٹ ۴۰ کے مقابلہ میں ۲۴۸ آرا سے گر گیا۔

سلطان ٹرکی کی صاحبزادی کی خفیہ شادی

سٹیٹمین کا ایک خاص تار منظر ہے۔ کہ قسطنطنیہ سے ایک تازہ تار میں مرقوم ہے۔ کہ سلطان المعظم کی صاحبزادی نے خفیہ طور سے فوجی صدر مقام کے کمانڈر کی بیٹے سے جو وزیر اعظم کے فرزند ہیں۔ شادی کر لی ہے۔ اور اس کے بعد دولھا دلھن اناطولیہ کو چلے گئے ٭

واشنگٹن کانفرنس کی کارروائی ختم

واشنگٹن پایہ تخت ریاستہائے متحدہ امریکہ میں تخفیف اسلحہ کی کانفرنس کا اجلاس تین چار ماہ کے بعد ختم ہو گیا ہے۔ اور تمام ممالک کے نمائندے اپنے اپنے ممالک کو واپس جا رہے ہیں۔ کانفرنس کا مقصد صرف یہ تھا کہ بڑی بڑی طاقتوں کو تخفیف اسلحہ اور جنگی تیاریوں میں کمی کرنے پر آمادہ کیا جائے کانفرنس کو اپنی اس کوشش میں بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے ٭

جرمنی میں توپوں کی دریافت

لنڈن ۱۴ فروری - سر ایل ورتھنگٹن ایونس نے تسلیم کیا کہ ڈریسڈن کے قریب ایک جرمن کارخانہ میں سال گذشتہ کے خاتمہ پر ۵۸۹ توپیں پائی گئیں۔ اس نے کہا کہ حکومت جرمنی نے وعدہ کیا ہے کہ مجرموں کو سخت سزا دی جائے گی۔ اس کے بعد اس قسم کا کوئی انکشاف نہیں ہوا ہے۔

روس میں محکمہ خفیہ پولیس کی برطرفی

وارسا سے ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ بالشویکوں کی پولیس (خفیہ) جو لوگوں کو بہت پریشان کرتی تھی۔ اور جس کے فیصلوں کے خلاف کوئی سماعت یا اپیل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسکو عنقریب برخاست کر دیا جائیگا۔ اس کی بجائے روس میں اب ایک معمولی پولیس قائم کی جائیگی۔ لیکن ابھی یہ نہیں کہا سکتا۔ کہ اس کے اختیارات کیا ہونگے ؟

تصحیح

الفضل ۲۰ فروری کے صفحہ ۹ کالم ۳ کی آخری سطر میں "ی" کی بجائے "ے" پڑھیں اور اسی صفحہ کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں ۳۲ کی بجائے ۲۳ [illegible]

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)